شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

معہ

غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

الشیخ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفا وعظما)

ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان

مولانا ابو الرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاری

ترتیب و تقدیم

حضرت مولانا قاری عبد الرشید
سابق استاذِ حدیث و تفسیر جامعہ مدنیہ لاہور

دار الکتاب
کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور 7235094

نام کتاب ۱ : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب: معہ

" " ۲ : غایۃ المأمول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول : و

" " ۳ : ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان :

مصنف ۱ : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

" " ۲ : الشیخ علامہ سید احمد آفندی برزنجیؒ مفتی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً)

" " ۳ : مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی بہاریؒ

طبع اول : بصورت مجموعہ (ستمبر 1979ء) (انجمن ارشاد المسلمین)

طبع ثانی : بصورت مجموعہ (مئی 2004ء)

ناشر : دارالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

طابع : حاجی حنیف اینڈ سنز

قیمت : 200 روپے

باہتمام

حافظ محمد ندیم

لیگل ایڈوائزر

مہر عطاء الرحمٰن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0300-4356144, 042-7241945

یہاں تک گورداسپوری صاحب کے "پیغام موت" کا جواب مع زیادات مکمل ہو گیا اور ساتھ ہی، بحمد اللہ "حفظ الایمان" کا مناظرہ بھی ختم ہو گیا، اب ہم "سعار عنہ بالمثل" کے طور پر اُن سے عرض کرتے ہیں کہ آپ تو حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کا کفر دوسروں کے مسلمات کی بنا پر ثابت کرنا چاہتے تھے، اور انتہائی مغالطہ آفرینیوں کے باوجود کچھ بھی ثابت نہ کر سکے، آئیے اب ہم آپ کو خود آپ کے گھر میں ایک ایسا اقراری کافر بتلائیں جو دوسروں کے نہیں بلکہ خود اپنے ہی مسلمات اور اپنے ہی اقرار سے کافر ٹھہرتا ہے۔ اگر آپ کو ایسے اقراری کافروں کی تلاش ہے تو دیوبند، تھانہ بھون، یا لکھنؤ کی خاک چھاننے کی ضرورت نہیں خود بریلی بلکہ آپ کے گھر میں ہی آپ کا یہ مطلوب و مقصود مل جائے گا، بشرطیکہ آپ دیدۂ بصیرت سے دیکھیں۔ پتہ، نشان بلکہ مکمل ثبوت بھی ہم سے لیجئے اور اس اقراری کافر کو پکڑ لیجئے۔

مکفر المسلمین، مجدد المبتدعین خان صاحب بریلوی کا اقراری کفر!

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

خوش نوایانِ چمن کو غیب سے مژدہ ملا
دام میں صیاد اپنے مبتلا ہونے کو ہے

خان صاحب کے تمام معتقدین و متوسلین کو معلوم ہوگا کہ موصوف نے حضرت مولانا

شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی متعدد تصانیف "الکوکبۃ الشہابیہ"، "سل السیوف الہندیہ"، "سبحان السبوح" وغیرہا میں سینکڑوں جگہ یہ دعوے کئے ہیں کہ:

"انہوں نے خدا کو جھوٹا کہا، اس کی تنقیص کی، اس کو عیب لگائے، اس کے رسولوں کی توہین کی، بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت ناپاک گالیاں دیں، ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ تمام ضروریاتِ دین کا انکار کیا، وغیرہ وغیرہ۔"

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بریلوی خان صاحب کے یہ وہ دعوے ہیں جن سے ان کی کتابیں لبریز ہیں، ہم محض نمونے کے طور پر صرف "الکوکبۃ الشہابیۃ" سے چند عبارات اس کے متعلق نقل کرتے ہیں:۔

الکوکبۃ الشہابیۃ ص ۱۵ پر حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل فرما کر لکھتے ہیں:

"اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے۔"

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر حضرت شہید رح کی اور عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں۔"

پھر اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

"اسی قول میں صراحۃً مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب و آلائش کا آنا جائز ہے۔" (الکوکبہ ص ۱۷)

پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

"اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، اونگھنا، بہکنا، بھولنا، جورو، بیٹا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا یار و بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا۔"

ان عبارات میں حق جل علاء کی جس قدر توہین و تنقیص اور اس کی شان عزیز و رفیع میں جیسی ناپاک اور گندی گستاخیاں ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے تصور سے بھی ہر مومن کا دل لرزے گا۔ لیکن خان صاحب کے نزدیک حضرت شاہ شہیدؒ نے بارگاہ خداوندی اور حضرت صمدی میں یہ سب گستاخیاں کی ہیں۔

اسی طرح ان کے نزدیک شاہ شہید رحمہ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بھی سخت گستاخیاں کی ہیں، چنانچہ اسی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" ص ۲۲ پر شاہ شہیدؒ کی ایک عبارت کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

"یہ حضرات اولیاء و انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کو نتا کارے لوگ کہا کیا یہ ان کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کفر خالص نہیں؟"

نیز اسی کتاب کے ص ۱۹ پر حضرت شہید رحمہ کی ایک عبارت کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں:

"یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا"

پھر اسی کتاب میں "صراط مستقیم" کی ایک عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

"مسلمانو! مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو........ پادریوں اور پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں اور مشرکوں کی کتابیں دیکھو........ ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے........ مگر اس مدعی اسلام بلکہ........ مدعی امامت، کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس بے جگری سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے... مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی........ اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں"

(ملخصاً بلفظہا از الکوکبۃ الشہابیۃ ص ۳۰، ۳۱، ۳۳)

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ خان صاحب کے نزدیک حضرت شہید نے حق تعالیٰ کی شان پاک میں نہایت سخت گستاخیاں کیں، اس کو بدترین عیب لگائے، ہر عیب و آلائش کا اس میں آنا جائز مانا۔

علیٰ ہذا حضرات انبیاء و مرسلین کی جناب میں کھلی گستاخیاں کیں، ان کے اور نہ صرف ان کے بلکہ تمام ایمانیات (ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ) کے بھی ماننے سے انکار کیا۔

پھر بالخصوص سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رفیع میں نہایت، ناپاک اور لعنتی کلمے لکھے، ایسی صریح گالیاں دیں، اور ایسی کھلی گستاخیاں کیں کہ جن میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔

لیکن ان تمام سنگین جرائم کے باوجود جن میں سے ایک بھی قطعی تکفیر کے لیے کافی ہے اور جن کے مرتکب کو کافر نہ جاننے کی وجہ سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے) مولوی احمد رضا خان صاحب حضرت شہید رح کو کافر نہیں کہتے۔

چنانچہ اسی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" میں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس قسم کے ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حد و بے شمار کفریات ثابت کرنے کے بعد آخری صفحہ پر لکھتے ہیں:

"بالجملہ ماہ نیم ماہ مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم۔ اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب، مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب۔"

اس عبارت کا حاصل صاف یہی ہے کہ اسمٰعیل شہید رح پر اگرچہ وجوہ کثیرہ سے (یعنی ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حد و بے شمار وجوہ سے کوکبہ ص ۵۹) جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً کفر لازم ہے اور اگرچہ جماہیر فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات کی رو سے وہ اور ان کے متوسلین و معتقدین کافر و مرتد ہیں اور اگرچہ باجماع ائمہ از سر نو مسلمان ہونا

پر فرض ہے۔

لیکن ہمارے (یعنی جناب خان صاحب بریلوی کے) نزدیک ان کو کافر نہ کہنا اور ان کی تکفیر سے زبان روکنا ہی ماخوذ و مختار، پسندیدہ اور مناسب ہے۔

اسی طرح "سبحان السبوح" میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں پر بکثرت وجوہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر آخری حکم یہی لکھا کہ:

"علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے، وہو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وہو المذہب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامت وفیہ السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔"

اور نیز اسی "سبحان السبوح" ص ۱۰۰ پر لکھا:

"اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ"

(تمہید ایمان مصنفہ خان صاحب بریلوی ص ۴۳)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان خان صاحب نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ تسلیم کرتے ہوئے بلکہ اپنے نزدیک پُر زور دلائل سے ثابت کرتے ہوئے کہ:

"انہوں نے معاذ اللہ خدا کی شان میں صریح گستاخیاں کیں، اس کو ناپاک عیب لگائے، انبیاء کرام کی صریح توہین کی، ان کا بلکہ تمام ایمانیات کا صاف

انکار کیا۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید گستاخیاں کیں آپ کی نسبت صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے اور ایسی گندی گالیاں دیں کہ پادری پنڈت بھی نہیں دیتے اور جن میں کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی اور حضور اقدس کو اس سے سخت ایذا بھی پہنچی۔ غرض ان تمام معیب کفریات کے باوجود بھی اور پھر اس اقرار کے باوجود بھی کہ ان پر جزماً، یقیناً، اجماعاً کفر ثابت ہے اور جماہیر فقہاء اور ارباب فتوے کے نزدیک وہ ضرور کافر مرتد ہیں۔

اپنا فیصلہ یہ دیا کہ:

"میں ان کے کفر پر حکم نہیں کرتا، اور علمائے محتاطین بھی انہیں کافر نہ کہیں یہی مذہب مفتی بہ ہے اور اسی میں استقامت ہے۔"

اب یہ بھی انہی خان صاحب سے پوچھئے کہ ایسے زبردست مجرم کو کہ جس نے خدا کی شان میں گستاخیاں کی ہوں اس کے رسول کی نسبت صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے ہوں اور ایسی گندی گالیاں دی ہوں کہ جن میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہ ہو غرض ایسے مہاپاپی کو جو شخص کافر نہ مانے وہ خود کیا ہوتا ہے۔

تمہید ایمان ص ۲۸ پر لکھتے ہیں:

"شفاء شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاوٰی خیریہ وغیرہ میں ہے:

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کافر و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر"

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

پھر لکھتے ہیں:

"مجمع الانہر و درمختار میں ہے: (واللفظ لہ)

الکافر بسبب	جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر
نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ	ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس
مطلقاً ومن شک فی کفرہ	کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر
وعذابہ کفر"	ہے" (تمہید ایمان ص ۲۸)

پھر اسی کے ص ۳۵ پر لکھتے ہیں:

"نہ کہ ایک کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثنا میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔"

خان صاحب کی ان تمام عبارات کو جوڑ کر نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جزم و یقین کے ساتھ عقائد کفریہ مذکورہ منسوب کرنے کے باوجود ان کو کافر نہ کہنے بلکہ ان کی تکفیر کو خلافِ احتیاط اور بعید از صواب بتلانے کی وجہ سے وہ خود ہی بقول خود کافر اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں۔ اور اب جو انہیں کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے، احتیاط برتے وہ بھی انہی کے اسی فتوے سے قطعی کافر ہے۔

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

دوسروں کو "موت کا پیغام" سنانے والے گورداسپوری، اور اُن کے پردہ میں بولنے والے ان کے قبلے کعبے دیکھیں، اکہ اقراری کفر اس طرح ثابت کیا جاتا ہے، اقراری مجرم یوں گرفتار

ہوتے ہیں، اصلی چور ایسے پکڑے جاتے ہیں۔ سچے مقدموں کا ثبوت اس طرح دیا جاتا ہے کہ نہ کوئی پھیر ہے نہ فریب، صغریٰ بھی خان صاحب کا، کبریٰ بھی خان صاحب کا، شکل اول کی ترتیب کی بنا پر نتیجہ یہ کہ:

"خان صاحب بریلوی اپنے اقرار اور اپنے فتوے سے قطعی کافر ہیں۔"

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی اپنے چراغ سے

ضروری انتباہ

ناظرین کرام کو ملحوظ رہے کہ خان صاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا ہے۔ نہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔ ہم تو صرف ان کے فتوے کے ناقل ہیں۔ ہماری کیا مجال کہ ایسا جرنیلی فتوےٰ دے سکیں، اس قسم کے احکام تو کفر کے ہائیکورٹ ہی سے صادر ہو سکتے ہیں۔

اقراری کفر کی دستاویز پر آخری رجسٹری

خان صاحب کو اس اقراری کفر سے بچانے کے لیے ان کی ذریت کی طرف سے جو عذر پیش کیے گئے ہیں جی چاہتا ہے کہ اس جگہ ان کی حقیقت بھی واضح کر دی جائے۔

مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

"چونکہ اسماعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لیے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا۔" (اطیب البیان ص ۲۴۲)

اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ مولانا شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی عبارات تو واقعی موجب کفر ہیں، لیکن چونکہ ان کے متعلق توبہ کی شہرت ہے، اس لیے تکفیر سے کف لسان کیا گیا۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ خالص جھوٹ ہے جو محض خان صاحب کو اقرارِ کفر کی زد سے بچانے کے لیے بعد میں تراشا گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ جس شخص کا کفر قطع و یقین کے ساتھ ثابت ہو۔ جس طرح کہ اہل بدعت کے نزدیک معاذ اللہ حضرت شہید رہ کا ثابت ہے، اس کے متعلق محض بے ثبوت بلکہ بے سروپا توبہ کی افواہ ہرگز ان کے نزدیک قابل التفات و اعتبار نہیں۔

الموت الاحمر ص ۳۰ کے حاشیہ پر بظاہر و برائے نام مولوی مصطفٰے رضا خان صاحب اور فی الحقیقت ان کے ابا جان خود بڑے خان صاحب، ہی اسی احتمال توبہ کے متعلق صاف لکھتے ہیں کہ:

"اگر نری افواہ بے سروپا یا کن فیکون کے بعد اس کے بعض ہوا خواہوں کا مکابرانہ ادعا ہو تو اس پر التفات نہ ہو گا۔"

پھر یہ کہ ہماری گفتگو خان صاحب بریلوی کے متعلق ہے اور انہوں نے حضرت شاہ شہید رہ کے متعلق کہیں توبہ کا احتمال نہیں لکھا بلکہ ان کی گذشتہ تصریحات ہی شاہد ہیں کہ ان کے پیش نظر یہ احتمال تھا ہی نہیں۔ پس ان کی طرف سے یہ عذر کرنا کہ انہوں نے توبہ

کے احتمال کی وجہ سے شہید موصوف کو کافر نہیں کہا محض جہالت اور:

"توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ"

کا مضحکہ خیز مظاہرہ ہے جو صرف مولوی نعیم الدین صاحب جیسے ذی ہوش ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اگر بے چارے خان صاحب کو اپنے ان خلیفہ صاحب کی اس تاویل کا علم اس عالم میں ہوا تو وہ ضرور کہیں گے:

"من چہ میگویم وطنبورہ من چہ مے سراید"

خان صاحب کے اس اعتراض کفر کا ایک جواب خود ان کے صاحبزادے بلند اقبال مولوی مصطفےٰ رضا خان صاحب نے بھی دیا ہے جس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ جواب خود خان صاحب بالقابہم ہی کا اختراع ہے مگر چونکہ اس کو اپنے نام سے شائع کرتے ہیں تو اپنے منہ اپنے دعووں کی تکذیب کرنی پڑتی تھی اس لیے اس کو صاحبزادے کے نام سے شائع کیا ہوگا۔

بہرحال خواہ وہ جواب باپ کا ہو یا بیٹے کا ہم کو اس پر بھی نظر ڈالنی ہے۔ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ شہید رح کی عبارات میں چونکہ تاویل کی گنجائش ہے اور ان کے ایسے مطالب بھی ہو سکتے ہیں جو موجب کفر نہیں، بالفاظ دیگر:

"ان کی عبارات چونکہ معانی کفریہ میں متعین نہیں ہیں اس لیے ان کو کافر کہنا خلاف احتیاط سمجھا گیا اور ان کی تکفیر سے کف لسان کیا گیا"

الموت الاحمر میں ص، ۱۰ سے ص، ۲۰ تک اس اعتراض کفر کے اٹھانے کے لیے جو خامہ فرسائی کی گئی ہے اس کا حاصل یہی ہے۔

"اور ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اکابر علماء دیوبند (حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ وغیرہ) کو تو خان صاحب نے توہین شان رسالت کا مجرم قرار دے کر یہ لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر"

اور شاہ اسمٰعیل شہید رح پر وہی فرد جرم لگانے کے باوجود ان کی تکفیر بھی پسند نہ کی بلکہ اس کو خلاف احتیاط لکھا وجہ فرق کیا ہے؟

(اس سوال کے جواب میں) یہی صاحبزادہ مولوی مصطفےٰ رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اصل یہ ہے کہ اسمٰعیل اور حال کے وہابیہ کے اقوال میں فرق ہے ہم اہلسنت متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کسی قول میں تاویل کی گنجائش ہوگی تکفیر سے زبان روکی جائے گی، ممکن ہے کہ اس نے اس قول سے یہی معنی مراد لیے ہوں"

شرح فقہ اکبر میں فرمایا:

"ہاں جب قول ایسا ہو کہ اس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو تو تکفیر کی جائے گی"

تو اس قول کے قائل کو جس میں تاویل کی گنجائش ہے اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے کہ وہ معنی ظاہر کے اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس کی خود تکفیر نہیں کرتے کہ احتیاط اس میں ہے۔

اور اس دوسری صورت کے قائل کی تکفیر ضرور ہے کہ اس میں جب اصلاً تاویل نہیں تو تکفیر سے زبان روکنے کا حاصل خود کفر اور طغیان ہے" (ملفوظات حصہ اول ص ۱۱۱)

اس جواب کا حاصل بھی وہی ہے کہ حضرت شہید رح کی عبارات "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" وغیرہ کی عبارات کی طرح معانی کفریہ میں صریح نہیں ہیں بلکہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے اس واسطے ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے۔

لیکن فی الحقیقت یہ جواب نہیں بلکہ اپنے روحانی و جسمانی، علمی و نسبی باپ کی صریح تکذیب ہے، خان صاحب نے جس زور کے ساتھ "حفظ الایمان" "براہین قاطعہ" وغیرہ کے متعلق صریحی تنقیص شان رسالت یا انکار ختم نبوت، یا تکذیب حضرت عزت کا دعویٰ کیا ہے۔ بالکل اسی زور اور اسی دم خم کے ساتھ اور اسی نہج پر بلکہ انہی الفاظ میں حضرت شہید رح کی عبارات کے متعلق بھی وہی دعوےٰ کیا ہے۔

ثبوت کے لیے ذیل میں دونوں قسم کی عبارات ملاحظہ ہوں

اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا تھانوی مدظلہ وغیرہ کے متعلق خان صاحب بریلوی کے دعاویٔ کفر

۱۔ تمہید ایمان ص ۱۴ پر "حفظ الایمان" کی عبارت پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی۔"

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انہی خان صاحب بریلوی کے دعاویٔ کفر

الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۱ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس نے کس جگری سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے۔"

۲۔ تمہید ص ۱۳ پر حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا۔"

۳۔ تمہید ص ۱۰ پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

"کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟"

۴۔ تمہید ص ۱۲ پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ خداوند تعالیٰ کا مکذب قرار دے کر لکھا کہ:

"جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے۔"

۵۔ "جزاء اللہ عدوہ" ص ۲۲ پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا کہ:

"اور صاف لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کو نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصلاً منافی نہیں۔"

کوکبۃ الشہابیہ ص ۴۰ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"حاشا بجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور صاف اسے غلط و باطل کہہ جائے۔"

کوکبہ ص ۲۸ پر حضرت شہیدؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

"وہابی صاحبو تمہارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔"

الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۴ پر حضرت شہیدؒ کے متعلق کہا:

"یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج نہیں، اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر مرتد نہ ہوگا۔ کوکبہ ص ۱۵"

سل السیوف الہندیہ ص ۱۴ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا:

"یہ صراحۃً غیر نبی کو نبی بنایا۔" نیز اسی کے ص ۱۱ پر لکھا "یہ صراحۃً اپنے پیر وغیرہ کو نبی بنانا ہے۔"

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ خان صاحب بریلوی کے نزدیک جس طرح اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رح، حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ کی عبارات (معاذ اللہ) توہین سرکار رسالت، تکذیب حضرت عزت، اور انکار ختم نبوت میں صریح ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رح کی عبارات بھی ان مضامین کفریہ میں صریح ہیں۔ (دروغ برگردن خان صاحب)

پس صاحبزادہ بلند اقبال کا یہ کہنا کہ ان حضرات کی عبارات میں اس لحاظ سے کوئی فرق ہے اپنے پدر بزرگوار کی کھلی تکذیب اور سخت ناخلفی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت شہید رح کے متعلق خان صاحب کی بہت سی عبارات میں "صراحت" کی تصریح اور "احتمال تاویل" کی صریح نفی بھی موجود ہے۔

چنانچہ الکوکبۃ الشہابیہ، اور سل السیوف الہندیہ، کی اکثر مذکورہ بالا عبارات میں "صراحت" کا صاف ادعا موجود ہے۔ ان کے علاوہ ذیل کی چند عبارتیں بھی ملاحظہ ہوں:

۱۔ "یہاں صراحۃً اللہ تعالےٰ کی طرف جہل نسبت کیا اور اس کے علم قدیم کو ازلی نہ مانا، اور اس کی صفت کو اختیاری جانا، یہ تینوں باتیں صریح کلمۂ کفر ہیں۔"

(سل السیوف الہندیہ ص ۹)

۲۔ "یہاں صاف بے پردہ اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔" (ایضاً ص ۱۰)

۳۔ "یہ صراحۃً حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فحش گالی دینا ہے۔" (ایضاً ص ۱۵)

۴۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا بدعت و ضلالت ہے۔" (کوکبہ ص ۱۳)

۵۔ اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں۔" (کوکبہ ص ۱۵)

۶۔ اس دشنام صریح سے قطع نظر الخ " (کوکبہ ص ۲۹)

ان تمام عبارات میں بھی "صراحت" کا صاف ادعا موجود ہے جس کے بعد کسی طرح یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خان صاحب کے نزدیک حضرت شہید رح کی عبارات معاذ اللہ کفر میں صریح نہیں بلکہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے۔

اور الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۳ سے جو عبارت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اس میں تو صاف یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ:

"اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔"

اور اسی کوکبہ شہابیہ ص ۲۱ میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات نقل کر کے ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء و ملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوگا۔"

پھر اسی پر حاشیہ دیگر لکھتے ہیں:

"اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے جی سے گڑھے بھی تو اول تو صریح لفظ میں تاویل کیا معنی!" (شفا شریف ص ۳۳۲)

ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل   صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں۔

ثانیاً وہ آپ سب تاویلوں کا دروازہ بند کر چکا، تو اس کے کلام میں بناوٹ نری گڑھت ہے۔" (کوکبہ ص ۲۱)

کیا ابا جان کی ان تصریحات کے بعد بھی بیٹے بلند اقبال کو یہ کہنے کا حق رہتا ہے کہ چونکہ:

"اسماعیل کے اقوال میں تاویل کی گنجائش تھی اس لیے احتیاطاً ان کی تکفیر سے زبان روکی۔"

علیٰ ہذا عدم تکفیر کو مسلک متکلمین پر محمول کر کے بھی اقراری کفر سے پیچھا نہیں چھڑایا جا سکتا۔ وہی ابا جان اسی کوکبہ ص ۲۳ کے حاشیہ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کے متعلق لکھتے ہیں:

"امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے۔"

باپ کی اس تصریح اجماع کے بعد فقہاء و متکلمین کا اختلاف دکھلانا اگر سادہ لوحی سے نہیں ہے تو یقیناً باپ کے دعوے کی کھلی تردید اور اپنی نا خلفی کا قابل شرم مظاہرہ ہے۔

بہرحال خان صاحب کو اقراری کفر سے بچانے کے لیے ان کے خلیفہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی اور ان کے صاحبزادے بلند اقبال نے جو مختلف اور متضاد عذر پیش کیے وہ خود بدولت خان صاحب بالقابہم ہی کی تصریحات سے مردود ہیں۔ اور خان صاحب باقرار خویش و بقول خود کافر، اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں کہ اب جو کوئی ان کے اس اقراری کفر میں شک کرے احتیاط برتے تکفیر سے کف لسان کرے وہ بھی خود انہی کے اسی فتوے سے ایسا ہی کافر ہے۔

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

وکفی اللہ المومنین القتال، ولعنۃ اللہ عدد الرمال علی اھل الکفر والضلال بالغدو والآصال۔

ایک ہدایت افروز ضلالت سوز مکالمہ

گورداسپوری صاحب نے اپنے رسالہ "پیغام موت" کے آخر میں ایک فرضی مکالمہ بھی لکھا ہے اس کے جواب میں بھی ایسا ہی ایک مکالمہ حاضر ہے۔

مولوی عبید الحق صاحب لکھنؤ سے مراد آباد جا رہے ہیں۔ جیسے ہی ٹرین بریلی کے اسٹیشن پر پہنچی، ایک صاحب نہایت بھڑکیلا جبہ پہنے اور ویسا ہی فوق البھڑک عمامہ باندھے جن کے ایک ہاتھ میں نہایت قیمتی چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں غالباً مرجان کی بیش قیمت تسبیح تھی۔ اسی ڈبہ میں داخل ہوئے۔ جس میں ہمارے مولانا عبید الحق صاحب معمولی کھدر کے کپڑے پہنے ایک طرف بیٹھے کسی کتاب کے مطالعہ میں مستغرق تھے مسافروں کی کثرت کی وجہ سے ڈبہ میں جگہ بالکل خالی نہ تھی اس لیے بے چارے جبہ پوش مولوی صاحب کو ایک طرف کھڑا ہو جانا پڑا۔ مولوی عبید الحق صاحب نے ان صاحب کو جب اس بے چارگی کی حالت میں کھڑا دیکھا تو اپنے قریب والے مسافروں کی خوشامد کر کے کچھ جگہ نکالی اور ان کو اپنے پاس بلا کر بٹھا لیا۔ اس کے بعد سلسلہ کلام اس طرح شروع ہوا۔

جبہ پوش نووارد: جناب کا اسم شریف؟

مولانا عبید الحق :۔ خاکسار کو "عبید الحق" کہتے ہیں اور جناب کا اسم گرامی؟

جبہ پوش نووارد :۔ بندہ کا نام "عبد الرضا خان" ہے۔

مولانا عبید الحق :۔ کیا فرمایا "عبد الرضا خان"؟ ایسے نام تو شرعاً جائز نہیں ہیں جن میں عبدیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف کی گئی ہو مجھے یاد آتا ہے کہ حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی رح نے شرح مشکوٰۃ میں ایسے ناموں کے ناجائز و حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔

مولوی عبد الرضا خان صاحب :۔ کی ہوگی، ہمارے اعلیٰ حضرت نے ایسے ناموں کو جائز لکھا ہے اور ہم انہی کے پیرو ہیں۔ وہی اس زمانہ کے مجدد تھے اور ان کا حکم ہم کو یہ ہے کہ:

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے" [۵]

مولانا عبید الحق :۔ استغفر اللہ میں حکم شرعی بیان کر رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے اعلیحضرت نے جائز لکھا ہے۔

مولوی عبد الرضا خان صاحب :۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیوبندی ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔

مولانا عبید الحق صاحب :۔ میں دیوبند کا باشندہ تو نہیں ہوں، البتہ دار العلوم دیوبند میں نے تعلیم ضرور حاصل کی ہے۔ اس لیے آپ کی اصطلاح کے اعتبار سے میں ضرور

---

۵ وصایا شریف ص ۱۲

دیوبندی ہوں گا۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ جب ہی آپ کو اعلیحضرت کے نام سے چڑ ہے، کیونکہ انہوں نے سارے دیوبندیوں کو کافر ثابت کیا ہے۔

مولینا عبدالحق صاحب:۔ جی ہاں مجھے بھی معلوم ہے کہ انہیں لوگوں کو کافر بنانے کا پورا پورا مالیخولیا تھا یہاں تک کہ جب وہ علماء دیوبند کو کافر بنا چکے، علماء ندوۃ العلماء کو کافر بتلا چکے جماعت اہل حدیث کی تکفیر بھی کر چکے اور کوئی اسلامی جماعت کافر بنانے کے لیے باقی نہیں رہی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو بھی کافر کہا، اپنے مریدین و معتقدین کی بھی تکفیر کی حتیٰ کہ جو شخص ان کو مسلمان سمجھے اس پر بھی کفر کا فتویٰ دیا۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ (نہایت حیران اور غضبناک ہو کر) آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

مولینا عبدالحق صاحب:۔ جی ہاں ثبوت، اور کافی ثبوت، اور خاص آپ کے اعلیحضرت کی تحریروں سے اس کا ثبوت دیا جا سکتا ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب:۔ اچھا تو بسم اللہ، ثابت کر کے دکھایئے!

مولینا عبدالحق صاحب:۔ سنیئے اور بگوش ہوش سنیئے! یہ تو غالباً آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ آپ کے اعلیحضرت نے اپنی متعدد کتابوں میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

"انہوں نے معاذ اللہ خدا کو جھوٹا کہا اس کو طرح طرح کے عیب لگائے، ضروریات دین، ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ کا انکار کیا سید الانبیاء رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہایت گندی گھنونی گالیاں دیں کہ کھلے کافر

پادری، پنڈت بھی ایسی گالیاں نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ"

بہر حال آپ کے اعلیٰحضرت نے حضرت مولیٰنا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ سب کچھ لکھا ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو تو الکوکبۃ الشہابیہ، اور سل السیوف الہندیہ، یہ میرے پاس موجود ہیں، ان میں آپ اپنے اعلیٰحضرت کی یہ تصریحات دیکھ سکتے ہیں۔

(مولوی عبد الرضا خان صاحب نے اصل عبارتیں ان دونوں کتابوں میں دیکھ کر اپنا اطمینان کرلیا اور مان لیا کہ بے شک انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے بعد مولیٰنا عبید الحق صاحب نے فرمایا)

جب یہ بات آپ ذہن نشین کر چکے تو دوسری بات آپ یہ سمجھئے کہ آپ کے انہی اعلیٰحضرت نے اپنی کتاب تمہید ایمان میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص کر کے کافر ہو اس کو کافر نہ کہنے والا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے"

اپنے اعلیٰحضرت کی تصریحات خود انہی کے الفاظ میں سنیئے! (اس کے بعد مولانا عبید الحق صاحب نے تمہید ایمان ص ۲۸، ۳۵ سے چند عبارتیں پڑھ کر سنائیں جن کا مضمون یہی تھا۔ اور مولوی عبد الرضا خان صاحب نے بھی تسلیم کرلیا کہ واقعی اعلیٰحضرت نے ایسا ہی لکھا ہے بلکہ کہا کہ مسئلہ بھی یہی ہے۔

اس کے بعد مولیٰنا عبید الحق صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے اسی تمہید ایمان میں آپ کے یہی اعلیٰحضرت مولیٰنا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنا حکم یہ لکھ رہے ہیں:

"اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا"
(تمہید ایمان ص ۴۳)

نیز لکھتے ہیں:

"علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے اور یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو، اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد، اور اسی میں سلامت، اور اسی میں استقامت" (تمہید ایمان ص ۴۲)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت، مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کی تکفیر کو خلاف احتیاط بلکہ خلاف صواب اور سلامت و استقامت سے دور سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک مولانا شہید رح اللہ تعالیٰ کی تکذیب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے مجرم ہیں اور ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا "تمہید ایمان" ص ۲۸، ۳۵ کی عبارات کی رو سے کافر ہے۔

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے اعلیحضرت خود اپنے فتوے سے کافر ہیں اور ان کے تمام مریدین و معتقدین جو ان کی ان تحریرات سے متفق ہیں وہ بھی ایسے ہی کافر ہیں، بلکہ جو شخص آپ کے اعلیحضرت کی ان عبارات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان کہے وہ بھی خود انہی کے اسی فتوے سے ایسا ہی کافر ہے وہلم جراً۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب: (مبہوت ہیں، حیران ہیں، پریشان ہیں)

مولوی علیدالحق صاحب: جناب مولانا! اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں یہ خدا کا عذاب ہے یہ بے گناہ مسلمانوں کو کافر بنانے کا نتیجہ ہے، آپ کے اعلحضرت نے اکابر علماء اسلام حضرت شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ، حضرات علماء دیوبند کو کفر کے

جال میں پھانسنا چاہا تھا۔ قدرت نے خود انہی کو ان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنسا دیا ؎

"کردنی خویش آمدنی پیش"

فطرت کا قانون ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب :۔ صاحب! آپ نے تو مجھے عجیب چکر میں ڈال دیا، واقعی اعلیحضرت سے یہاں تو بڑی چوک ہو گئی، خیر اس پر میں فرصت میں غور کروں گا، اب رامپور کا اسٹیشن آگیا اور مجھے یہیں اترنا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آپ سے کچھ دیر تک باتیں نہ ہو سکیں، ورنہ میں تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات پر ضرور آپ سے کچھ اور گفتگو کرتا۔

مولوی عبید الحق صاحب :۔ مجھے بھی افسوس ہے کہ بہت جلدی یہ صحبت ختم ہو گئی لیکن اگر فی الحقیقت آپ کو تحقیق حق منظور ہے تو میں آپ کو صرف ایک رسالہ (معرکۃ القلم) دیتا ہوں اس کو غور اور انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمایئے، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ تحذیر الناس وغیرہ کے متعلق آپ کے اعلیحضرت نے جو کچھ لکھا ہے اس میں حق و دیانت کا کیسا خون کیا ہے۔

جب آپ اس کو ملاحظہ فرما چکیں تو میرا جو پتہ اس پر لکھا ہوا ہے اسی پتہ پر مراد آباد بیرنگ بھیجدیں میں خود محصول دے کر وصول کر لوں گا۔

سلسلۂ کلام یہیں تک پہنچا تھا کہ رامپور کا اسٹیشن آگیا اور مولوی عبدالرضا خان صاحب، "السلام علیکم" کہہ کر رخصت ہو گئے۔

مولٰینا عبید الحق صاحب بھی مراد آباد ۲ بجے پہنچ گئے۔ دس بارہ دن گذرنے پر ایک ڈاک پارسل

رامپور سے پہنچا جس میں "معرکۃ القلم" تھا اور اسی کے ساتھ ایک خط رکھا ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا۔

"میرے ہادی میرے محسن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے آپ کا عطا کردہ رسالہ "معرکۃ القلم" بغور پڑھا اور بار بار پڑھا اور "حسام الحرمین" "تمہید ایمان" کو بھی سامنے رکھ کر پڑھا الحمد للہ کہ حق واضح ہوگیا اور میں نے سمجھ لیا کہ "تحذیر الناس" وغیرہ کی عبارات پر جو کفر کا فتویٰ "حسام الحرمین" میں دیا گیا ہے وہ بالکل غلط اور خلاف صداقت و دیانت ہے اور واقعی اس میں حق و انصاف کا بڑا خون کیا گیا ہے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے گمراہی سے نکالا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین!

اسی تحقیق کے سلسلہ میں میں نے یہاں اور بھی کچھ کتابیں مہیا کر لی ہیں۔ علماء دیوبند کی متعدد کتابیں دیکھ چکا ہوں فی الحقیقت یہ لوگ بڑے محقق ہیں ان کی کتابوں نے ایک ہی ہفتہ میں میرے عقائد کی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ اب میں اپنے پہلے مبتدعانہ عقائد سے تائب ہو چکا ہوں اور میں نے اپنا نام بھی بجائے "عبد الرضا" کے عبد الرحمان رکھ لیا ہے آپ بھی استقامت اور مزید ہدایت کے لیے دعا فرمائیں والسلام۔"

بندہ عبد الرحمان خان عفی عنہ

تمت بالخیر